

"سیرۃ النبی" مولانا شبلی نعمانی اور "أسوة الرسول" سید اولاد حیدر بلغرامی کا تقابلی جائزہ

<?xml encoding="UTF-8">

مولانا شبلی نعمانی ۱ (۱۹۱۴ء) نے "سیرۃ النبی" نامی کتاب لکھنی شروع کی جس کی تکمیل اُنکے شاگرد مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) نے کی یہ مناظرے کا دور تھا ہر دو علما نے بہت سے حقائق احاطہ تحریر میں لانے سے احتراز کیا اور بہت سی نادرست باتوں کا اضافہ کیا اُنکے معاصر مشہور شیعہ دانش ور و عالم سید اولاد حیدر فوق بلغرامی ۲ (م ۱۹۴۲ء) نے ان مجلدات پر ناقدانہ نظر ڈالی جو پانچ بڑے سائز کی جلدوں میں شائع ہوئی زیر نظر مقالے میں اُن حقائق کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے جنہیں مصنف علام نے نہایت ستھرے انداز میں پیش کیا ہے سیرۃ النبی کی پہلی جلد مقدمہ (فن روایت) مقدمہ ۲ (تاریخ عرب قبل از اسلام) اور سیرت کے ابتدائی حصے پر مشتمل ہے۔

أسوة الرسول جلد اول بڑے سائز کے ۸۲۲ صفحات پر مشتمل ہے جسے کاظم بک ڈپو دہلی نے دوسری مرتبہ ۱۹۳۵ء میں شائع کیا مقدمہ ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے جس کی تکمیل مصنف نے بروز عید الفطر ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء کو، کی باقی صفحات سیرت پر مشتمل ہیں۔ مولانا نعمانی مرحوم نے مقدمہ کتاب میں یہ اطلاع دی ہے کہ اس کتاب کے پانچ حصے ہیں :-

پہلے حصے میں عرب کے مختصر حالات، کعبہ کی تاریخ، آنحضرت کی ولادت و وفات دوسرا حصہ منصب نبوت سے متعلق ہے، نبوت کا فرض، تعلیم عقائد، اوامر و نواہی تیسرے حصے میں قرآن مجید کی تاریخ، وجوہ اعجاز اور حقائق و اسرار سے بحث ہے۔ چوتھے حصے میں معجزات کی تفصیل ہے۔ پانچواں حصہ خاص یورپین تصنیفات سے متعلق ہے، انکا سرمایہ معلومات کیا ہے

أسوة الرسول کی پانچوں جلدیں بھی انہیں عناوین پر مشتمل ہیں - پہلے مقدمے میں مرحوم بلغرامی نے جن حقائق کا اظہار کیا ان کی طرف آتے ہیں ارقام فرماتے ہیں: ۱۔ میری اس کتاب میں میرے مخاطب اصلی شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی سیرۃ النبی کے دیباچے میں رقم طراز ہیں۔ (ص ۱۳)

۲۔ یہ کتاب والیان ملک کی فیاضانہ استمداد ۳ سے بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی لوگوں نے بڑے اشتیاق سے خریدا مگر جب کتاب پڑھی تو معلوم ہوا، خود غلط بود آنچه ماینداشتیم (ص ۱۴)

۳۔ سیرۃ النبی کے مجلدات دیکھ کر مفصلہ ذیل رائے قائم کی گئی ہے۔

(i) حقوق بنی ہاشم کے استخفاف و استیصال کے علاوہ جو مدت سے آپ کا شعار تالیف قرار پا رہا ہے جس کے لیے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہو سکتی اس لیے کہ بنی اُمیہ کی جانب داری کے لیے آپ فطرتاً مجبور ہیں بہت

سے واقعات قدیمہ اور مشاہدات عظیمہ، جو تاریخ عرب، آثار اسلام اور اخبار جناب سید الانام علیہ وآلہ السلام سے پورا تعلق رکھتے تھے قطعاً مرفوع القلم اور کالعدم فرما دیئے ہیں (ص ۱۵) مصنف نے ایسے ۳۶ مقامات کی نشاندہی کی ہے (ص ۱۵ تا ۳۰)

۴۔ بخاری کی مرویات میں استبعاد و اقرار مولف سیرۃ النبی (ص ۴۱)

۵۔ نہ شبلی صاحب غایت رسالت کو سمجھ سکے اور نہ بخاری صاحب حقیقت نبوت کو سمجھا سکے اور کیونکہ سمجھ سکتے یا سمجھا سکتے (ص ۴۷)

۶۔ سیرۃ النبی کی جلدوں میں ایک حدیث بھی ائمہ اہل بیت سے نہیں لی گئی جس سے صاف طور پر ظاہر ہو تا ہے کہ شبلی صاحب کے نزدیک یہ بزرگوار قطعی ساقط الا اعتبار ہیں اس طریق میں آپ پورے پورے اپنے شیخ الشیوخ امام بخاری کے مقلد ہیں (ص ۵۰)

۷۔ شبلی صاحب کی قرار دادہ معیار صحت حدیث: ہم ذیل میشبلی صاحب کے قرار دادہ معیار صحت حدیث کو نقل کر کے اُن کے بعض مقامات پر بالا ختصار اپنی تنقیدی عبارت لکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے وہ دس اصول ۴ تحریر کیے ہیں جو مولانا شبلی نعمانی کے قائم کر دہ ہیں، ص ۹۴

۸۔ واقدی کے حالات میں تو شبلی صاحب لکھ چکے ہیں کہ گویا وہ سلطنت کے ہاتھ بکا ہوا تھا مگر تحقیق سے ثابت ہو تا ہے کہ واقدی ہی پر موقوف نہیں با ستثنائے معدودے چند، قریب قریب تمام حضرات سلطنت کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

۹۔ تعجب ہے کہ شمس العلماء شبلی صاحب کے ایسے فاضل محقق اور کامل ادیب (ص ۱۴۹) اور آل فاطمہ کی ایسی غلط ترکیب خلاف قاعدہ و اصطلاح عرب قلم بند فرمائے شبلی صاحب کو کیا پڑی ہے کہ وہ توہین بنی فاطمہ کی کوئی تفصیل کریں تفصیل وتصریح کیسی یہی غنیمت ہے کہ آپ نے توہین اقرار کر دیا وہ بھی ظاہر ہے کہ ان حضرات کے ساتھ خلوص و عقیدت کے تقاضے سے نہیں بلکہ اپنے علماء کی اظہار و دیانت کی ضرورت سے (ص ۱۴۱)

۱۰۔ شبلی صاحب نے حضرت علی اور آل (نبی) فاطمہ کی توہین اور احادیث موضوعہ کی کثرت تدوین کے متعلق اپنی عبارت دیباچہ میں جو ارشاد فرما یا تھا اور حقیقتاً ان اُمور کو چھپا یا تھا ہم نے اس کی تفصیل وتشریح کر دی ۵ (ص ۱۸۷)

۱۱۔ سیرۃ النبی کے ابہامات، ضعافات، احذافات، اسقاط اور استخفاف وواقعات کے کامل مکاشفات کر دئے جائیں اور شبلی صاحب کے اُن اصول اور موضوعات تالیف کی حقیقت واصلیت بتلا دی جائے جن کو سیرت نگاری اور تاریخ نویسی سے کوئی مناسبت نہیں (ص ۲۴۵)

۱۲۔تالیفات و تصنیفات کے ان اصول مسلمات کی تفصیل و تعمیل میں شبلی صاحب کی طرح خود غرضانہ اور جانب دارانہ فیصلہ جات اور اقتباسات و استخراجات کا غلط طریقہ نہیں اختیار کیا گیا، اس مسلک اور اس طریقہ تالیف کے خلاف اُسوة الرسول میں ہر مسئلہ، ہر واقعہ کی اصل حقیقت کے انکشاف کر دئے جانے کو فرض اول قرار دیا گیا ہے۔

۱۳۔مولوی شبلی صاحب کی واقعات صحیح سے صریح چشم پوشی : افسوس ہے کہ مولوی شبلی صاحب نے اس واقعہ تاریخی کو جو سیرۃ بنی ہاشم کے لکھنے والے کو قلم بند کرنا از حد ضروری تھا بالکل مرفوع القلم فرما دیا ہے حالانکہ قریب قریب تمام عربی ماخذوں میں بالتفصیل مندرج ہے (ہاشم کے ساتھ اُمیہ کی مخاصمانہ مخالفت) اور ہم نے انہیں کے اصل ماخذ و مسندطبقات ابن سعد سے اوپر نقل کیا ہے اکثر حضرات بطور ظاہر اس فروگزاشت کو مولوی صاحب کی کمال عاقبت اندیشی اور غایت دور بینی تسلیم کریں گے شبلی صاحب نہ کو تاح قلم ہیں اور نہ سہو ونسیان کے ملزم (ص ۷۶۷) اُسوة الرسول جلد دوم ۵۴۶ صفحات پر مشتمل ہے جسے بار دوم ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء کاظم بک ڈپو دہلی نے شائع کیا۔

۱۴۔اس جلد میں بھی ان اضافات و احذافات واقعات کی حقیقت کا اپنے اپنے مقامات خاص پر انکشاف کر دیا گیا ہے جس میں مولانا شبلی نعمانی نے اخفاء سے کام لیا تھا، بہت سے ایسے واقعات و حالات کی بھی نہایت تحقیق سے کامل تحقیق و تنقید کر دی گئی ہے جن کی حقیقت اور اصلیت پر خواہ مخواہ تائید عقائد تقلید اسلاف اور ہم وقیاس کے رنگا رنگ طریقوں سے نقاب افگنی کی گئی ہے۔ (ص ۸)

۱۵۔مولوی شبلی نعمانی کا اکثر مقامات پر یہ لکھنا کہ "ابھی تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی" یہ بتلاتا ہے کہ (نعوذ باللہ) اسلام میں کسی وقت شراب حلال بھی تھی اگر تنزیل حرمت کے اعتبار پر یہ قیاس فرما یا جاتا ہے تو اور بھی تعجب انگیز ہے ۶ (ص ۳۳)

۱۶۔مولوی شبلی صاحب سیرۃ النبی میں اس مقام پر لکھتے ہیں کہ فرانس کے ایک مورخ نے لکھا ہے کہ ابو طالب چونکہ محمد کو ذلیل رکھتے تھے، اس لیے اُن سے بکریاں چرانے کا کام لیتے تھے لیکن واقعہ یہ ہے کہ عرب میں بکریاں چرانا معیوب کام نہ تھا بڑے بڑے شرفا اور امرا کے بچے بکریاں چرایا کرتے تھے۔ (ص ۴۲)

۱۷۔شبلی نعمانی نے ابو طالب کا خطبہ نکاح پڑھنا تو تحریر فرمایا ہے مگر اُس خطبے کی عبارت نقل نہیں فرمائی یہ آپ کی کوتاہ قلمی اور اختصار پسندی کا خاص مقام ہے (ص ۸، ۹)

۱۸۔شبلی صاحب کا یہ فرمانا کہ "یہ قطعاً ثابت ہے کہ آپ بچپن اور شباب میں بھی جب کہ منصب پیغمبری سے ممتاز بھی نہیں ہوئے تھے مراسم شرک سے ہمیشہ مجتنب رہے" حقیقت ہے کہ شبلی صاحب نبوت ورسالت کی اصلی شان و حقیقت ہی کو نہیں سمجھے ہیں۔ (ص ۹۴)

۱۹۔ عکاظ کے خطبے میں حضور شریک تھے اس بارے میں فوق مرحوم لکھتے ہیں "شبلی صاحب نہ اپنے کسی اقرار پر قائم رہتے ہیں اور نہ اپنے کسی مختار پر ذرا اپنے دیباچے میں نقل روایات کے متعلق اپنے مقرر کردہ حدود ونصاب یاد فرمائے جائیں پھر اپنے ادب ومحاضرات کے حوالجات پر غور کیا جائے۔ (ص ۱۰۶)

۲۰۔ رسول اکرم کے خاندان کا تغمائے شرافت اسی قدر تھا کہ اس صنم کدے (خانہ کعبہ) کے متولی تھے اور کلید بردار بایں ہمہ آنحضرت نے کبھی ان بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا دیگر رسوم جاہلیت میبھی کبھی شرکت نہیں فرمائی "بالکل صحیح ہے جناب رسول خدا نے کبھی جہالت وضلالت کے افعال ذمیمہ اور مراسم قبیحہ میں کبھی اپنی قوم اور اہل وطن کا ساتھ نہ دیا اور نہ اُن میں شرکت فرمائی لیکن مشکل تو یہ ہے کہ شبلی صاحب کی نظر توجہ ہمیشہ خاندان رسول پر مبذول رہتی ہے اور شروع سے لے کر کفار قریش اور مشرکین کعبہ کے افعال ذمیمہ کی تصدیق و شہادت میخانندان رسول ہی کے ہی رویہ اور اطوار کی مثالیں پیش کی جا تی ہے (ص ۱۵۵)

۲۱۔ شبلی صاحب سادات فیما بین بنو ہاشم اور بنی اُمیہ کا دعویٰ کرتے ہیں تو حق دار کون تھا اور نا حق کون اس کا بھی اظہار کر دیا جائے لیکن اب ایسا نہیں کر سکتے بنی اُمیہ کی جانب داری جو آپ کا لازمہ فطرت ہے اور جس کا انتظام آپ نے شروع تالیف سے قائم کیا ہے صاف صاف کُھل جائے گی اور تعمیم سادات کا جو طلسم باندھا ہے برباد ہو جائے گا (ص ۲۱ حاشیہ)

۲۲۔ شبلی صاحب نے اپنے اس سوال کے جواب میں کہ انبیاء مرسلین سابقین کے مقابلے میں سرور عالم نے کیا کیا ؟ صرف حضرت نوح۔ اور جناب عیسیٰ کے استقلال کی مثال دکھلائی ہے حالانکہ مدعائے بحث سے اُن کے حالات کو مناسبت نہی کیونکہ مدعاء سلسلہ بیان تو ایسی مثال چاہتا ہے کہ رنج وایذا ظلم و جفا کے مقابلے میں سوائے صبر و رضا کے شکوہ بد دعا نہ کی جائے حالانکہ حضرت نوح نے اپنی اُمت کے مظلوم سے تنگ آکر بد دعا کی (ص ۲۷۹)

۲۳۔ شبلی صاحب کو کیا پڑی ہے کہ بنی ہاشم کے تفصیلی حالات پر توجہ دیں یہ تو آپ کے اصلی مقصود و موضوع کتاب کے خلاف ہے لیکن ہم بحیثیت واقعہ نگار تمام حالات و واقعات پر نگاہ ڈالنی ضرور ہے اور خصوصا واقعات جو واقعات کی حیثیت رکھتے ہیں (۴۰۱) اُسوة الرسول جلد سوم صفحات : ۵۲۰

۲۴۔ شبلی صاحب کی موقع شناسی اور دقت رسی البتہ قابل تعریف ہے اپنے مطلب کا ایک شوشہ ملنا چاہیے دم کے دم میں مسلسل مضمون تیار (ص ۵۶)

۲۵۔ اب تو شبلی صاحب کو معلوم ہو گیا کہ انعقاد علم کا رواج عرب میایام جہالت سے لے کر اسلام کی اشاعت تک برابر جاری رہا تو پھر آپ کے یہ دونوں دعوے کہ اس وقت تک لڑائیوں میں علم کا رواج نہ تھا اور یہ (خیبر) پہلامرتبہ ہے کہ آپ نے تین علم تیار کرائے کس قدر واقعیت اور حقیقت کے خلاف ہو کر لغو ثابت ہوتا ہے، اب

دیکھنا اور دکھلانا باقی رہ گیا ہے کہ شبلی صاحب کو ایسی لغو فرسائی کی کیا ضرورت واقع ہوئی ضرورت تو وہی ثابت ہو تی ہے جس کی طرف ہم اشارہ کر آئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ خیبر کے علم میبمقابلہ دیگر علم ہائے معارف اسلامی کے ایک خاص شرف اعزاز اور شان امتیاز تھی (ص ۵۸)

۲۶۔ شبلی صاحب کی نقل و ترجمہ میں کھلی تحریف :

اصل ماخذ کی عبارت میں تحریف صاحبان تالیف کے لیے بڑی توہین و تضحیک کی باعث ہو تی ہے خصوصاً شبلی کے ایسے ذیمقدار اور ذوی اعتبار بزرگ سے ایسی لغزش تو سخت تعجب انگیز ہے آپ نے ابو سفیان کے آخر دقت تک کفر وضلالت کے ثبوت پر خواہ مخواہ پردہ ڈالنے کے لیے مکالمہ مذکورہ کو اصل عبارت میں ناتمام چھوڑ کر فوراً لکھ دیا۔۔۔۔۔ طبری میں اس مکالمے کی وہ عبارت جس میں یہ واقعہ درج ہے اور جس کو آپ اس دلیری سے نقل و ترجمہ میں چھوڑ گئے ہیں (ص ۸، ۱۵۷)

شبلی صاحب اور ان کے معتقدین نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں کہ اُن کی حق پوشی سے کیا فائدہ ہوا جب کہ اُن کی اس تحریفانہ کوشش کے انکشاف کرنے والے دنیا میں کثرت سے موجود ہیں (ص ۱۵۹)

۲۷۔ شبلی صاحب کی دلی کوشش تو یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی کوئی خصوصیت بے داغ نہ چھوٹے اپنی اس کوشش میں کیسے ہی مجہول، غیر معروف موضوع اور مصنوع کسی قسم کا کوئی واقعہ آپ کو ملنا چاہیے وہ فوراً درج کتاب ہے اب نہ اس وقت آپ کو اصول روایت کی تحقیق کی ضرورت ہے اور نہ خود اپنے سیاق عبارت درست کرنے کی احتیاج دیکھئے قبیلہ ہمدان کے اسلام لانے کا واقعہ جو مشہور متواتر اور متفقہ جمہور ہے۔ (ص ۳۴۸)

۲۸۔ شبلی صاحب نے اپنی قدیم عادت و مجبوری کی وجہ سے اس واقعہ کو (یمن میں حضرت علی - کی تبلیغی خدمات) احذافات استخضافات اور اختصارات کے خاص انداز سے تحریر فرمایا ہے عادت و مجبوری بھی وہی ، فضائل علی کا خوف دامن گیر ہے۔ (ص ۳۵۲)

۲۹۔ شبلی صاحب کی کتاب چھپتے ہی اس جھوٹی اور فتنہ انگیز روایت کی (حضرت علی کی معاذ اللہ شراب خوری) ملک و قوم میں اتنی دھجیاں اڑ چکی ہیں کہ اس کی موضوعیت و مصنوعیت کا بال تک باقی نہیچھوڑا گیا "فتنہ شبلی" کی دو تیار جلدیں ملک و قوم کے ہاتھوں ہاتھ پہنچ چکیں۔ (ص ۳۶۰)

۳۰۔ شبلی صاحب کی غرض و خاص تو بنی ہاشم اور اہل بیت کے خصائص کا استخفاف ہے جو آپ کی تمام تالیفات کا موضوع خاص ہے اس لیے آپ ایسے موقعوں پر اپنے اُن ذخائر موضوعات سے کام لیتے ہیں۔ (ص ۴۹۳)

اسوۃ الر سول جلد ۵: صفحات : ۱۳۴۸، ۳۶۸ھ

۳۱۔ مولوی شبلی صاحب نعمانی کی سیرۃ النبی میں قبل رسالت سے لے کر خاتمہ رسالت تک جناب رسالت ماب کے تمام حالات و واقعات تعمیم و معمول کے اصول پر اس طرز خاص سے بیان کیے گئے تھے جو سراپا شان رسالت کے منافی اور بالکل منصب نبوت کے مخالف تھے۔ (ص، یکم)

۳۲۔ سیرۃ النبی کی جلد سوم جیسے ہی شائع ہوئی اخبار "مشرق" گور کھپور میں ایک عرصے تک تنقید و تعریض کے سلسلے کے مضامین نکلتے رہے اور پھر ڈاکٹر محمد عمر صاحب (احمدی) نے ان کو جمع کر کے ایک رسالے کی صورت میں مرتب کر کے مطبع مشرق گور کھپور سے شائع کر دیا ڈاکٹر صاحب نے شبلی صاحب کے موجود ضعف استدلال سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی لیکن حقیقت میں ان کی یہ کوشش ایک بے کار کوشش تھی کیونکہ شبلی صاحب کے ضعف استدلال میں بھی حقیقت حال موجود تھی اور ڈاکٹر صاحب کے تنقیدی نسخہ میں بالکل معدوم و مفقود ڈاکٹر محمد عمر صاحب کے تنقیدی نسخہ میں بالکل معدوم و مفقود ڈاکٹر محمد عمر صاحب نے قریب قریب تمام بشارتہائے رسالت کو توڑ مروڑ کر غلام احمد صاحب قادیانی کی مسیحیت و مہدویت یا نبوت بالمتابعت ثابت کرنی چاہی ہے جو کسی اسلامی اور غیر اسلامی ادبیات تاریخی کے مشاہدات و مقالات سے ثابت نہیں (ص ۳)

یہ پانچویں جلد آنحضرت کی روحانیت، قرآن مجید کے متعلق مخالفین کے متوہمانہ اعتراضات اور ان کے جوابات، صفات عدلیہ، نبوت، امامت، معاد، فروعات مذہب، اسلام اور حقوق نسواں، اسلام اور مسئلہ طلاق، طلاق، قرآن مجید اور سیاسیات، اسلام اور تمدن و ارتقا کی تعلیم، قرآن مجید اور عقلیات، قرآن مجید کی تعلیم اور اسلام کی قومی اور ملکی تنظیم جیسے اہم عنوانات پر مشتمل ہے سیرۃ النبی جلد اول کی تلخیص سید عطائے مہدی نے کی جو پاک کتب خانہ اردو بازار، رالپنڈی سے شائع ہوئی۔

حوالہ جات

۱۔ مولانا شبلی نعمانی کی کتاب "سیرۃ النبی" کے علاوہ الفاروق بھی معروف ہے الفاروق کے شیعوں کی طرف سے ان کی زندگی میں مندرجہ ذیل جوابات لکھے گئے:

(۱) الغرق (حصہ اول): مرزا عابد علی بیگ قزلباش، مراد آباد: برلاس پریس، ۱۹۰۵ء، ۲۹۶ ص

(۲) الغرق (حصہ دوم): مرزا عابد علی بیگ قزلباش، مراد آباد: برلاس پریس، ۱۹۰۵ء، ۴۷۲ ص

(۳) الذکرالافلح فیما افسد عمرو اصلح: قاضی فقیر علی عاقل انصاری

۲۔ سید اولاد حیدر فوق بلگرامی کی اسوۃ الر سول کے علاوہ ترجمہ قرآن شریف ذبح عظیم اور دُرّ مقصود معروف ہیں۔

۳۔ نواب صاحب بھوپال نے کافی مدد کی مکاتیب شبلی جلد اول ص ۲۶۱

لیکن نواب صاحب حیدر آباد (دکن) کی طرف سے اس کتاب کے سلسلے میں چودہ سال تک مدد ملتی رہی دیکھئے۔

(۱) مشیر احمد علوی ناظر کاکوروی: علی گڑھ تحریک اور ادب اردو، پٹنہ: خدا بخش لائبریری ۱۹۹۹ء

بیرونی مشاہیر ادب اور حیدر آباد (اندھرا پردیش اسٹیٹ آرکائوز کے ریکارڈ سے) حیدر آباد (دکن)

روزنامہ سیاست، ۱۹۹۰ء

یہ دونوں مضامین اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کریں گے:

(۱) شبلی نعمانی کی قدر دانی (ص ۲۹ تا ۴۰)

(۲) سیرۃ النبی کی تکمیل میریاست حیدر آباد کا حصہ، ص (۷۸ تا ۹۵)

۴۔ یہ دس اصول دیکھئے: سیرۃ النبی (جلد یکم) لاہور: ناشران قرآن (س-ن)

۵۔ حوالہ سابق، ص ۴۹

۶۔ (۱) فتنہ شبلی: سید اختر حسین کھجوا (بہار) ص ۱۱۲

(۲) تحریم الخمر فی الاسلام: مولانا سید احمد علامہ ہندی (م ۱۹۴۶ء) جبل پور: مطبع نادری، ۳۷ ص

(۳) ڈاکٹر اسرار احمد (م ۲۰۱۰ء) نے Q ٹی وی پر ۱۲ جون ۲۰۰۸ء کو دوران تقریر یہی روایت بیان کر دی

جس سے حضرت علی کی توبین مقصود تھی ۔
مولانا علامہ آفتاب جوادى نے اسکا رد بعنوان "شان علی مرتضى ۔ 'میں گستاخی کا مدلل جواب راولپنڈی :
مرکز مطالعات اسلامی 35A سٹلائٹ ٹائون ، ۲۰۱۰ء

منبع:مجلہ نور معرفت